محترمہ بے نظیر بھٹو کی خدمت میں

حضرت مولانا قاری محمد حنیف جالندھری
ناظم اعلیٰ وفاق المدارس العربیہ پاکستان

محترمہ! آپ پاکستان کی ایک بڑی سیاسی جماعت کی تاحیات چیئر پرسن ہیں۔ آپ کے والد محترم، فیلڈ مارشل ایوب خان کی کابینہ کے اہم وزیر تھے، پھر انہوں نے اپنی سیاسی جماعت بنائی اور الیکشن کے بعد اکثریتی جماعت کو ووٹ دینے کے بجائے ''جمہوریت پسند'' ہونے کا ثبوت دیتے ہوئے آدھے ملک کی قیمت پر وہ مغربی پاکستان کے وزیر اعظم بن گئے اور انہیں پاکستان کا پہلا (اور آخری) سول مارشل لا ایڈمنسٹریٹر بننے کا ''شرف'' بھی حاصل ہوا۔ سیاسی اختلافات کے باوجود ہم ملک وقوم کے مفاد میں کیئے گئے ان کے اقدامات کی دل کھول کر تعریف کرتے ہیں۔ ہم انہیں داد دیتے ہیں کہ انہوں نے ایٹمی پروگرام کی بنیاد رکھی، ان کے دور حکومت میں 73ء کا آئین بنا اور انہوں نے پاکستان اور اسلام دشمن قادیانی فرقے کو سرکاری سطح پر کافر قرار دلوایا۔ اپنے والد مرحوم کی شہرت اور مقبولیت کی بنیاد پر 2 دسمبر 1988ء کو آپ پاکستان کی وزیر اعظم بنیں، 20 ماہ اور 4 دن وزارت عظمیٰ کے عہدے پر فائز رہنے کے باوجود آپ نے کوئی ایک کام بھی ایسا نہیں کیا جو آپ عوام کے سامنے پیش کر سکیں۔ آپ کو یاد ہوگا کہ 6 اگست 1990ء کو غیر سیاسی صدر غلام اسحاق خان نے آپ کی حکومت ختم کی تھی تو اس کی وجہ کچھ اور نہیں صرف وہ کرپشن تھے جس کے چرچے آج بھی زبان زد عام ہیں۔ 18 جولائی 1993ء کو ایک مرتبہ پھر آپ کو وزیر اعظم بننے کا موقع ملا، دوسری مرتبہ آپ 3 سال اور 4 مہینے پورے اختیارات کے ساتھ وزیر اعظم رہیں۔ اس دور میں صدر بھی آپ کا اپنا تھا مگر شاید آپ کو یاد ہو کہ 5 نومبر 1996ء کو جب دوسری مرتبہ آپ کی پارٹی کے صدر نے آپ کی حکومت ختم کی تو تو اس کی وجہ بھی کچھ اور نہیں بلکہ کرپشن ہی تھی' یوں آپ کو یہ ''اعزاز'' حاصل ہوا کہ آپ پاکستان کی واحد وزیر اعظم ہیں جن کی حکومت دونوں مرتبہ کرپشن کی وجہ سے ختم کی گئی۔ دوسرے دور حکومت میں بھی آپ نے ملک وقوم کے مفاد میں کوئی ایسا کارنامہ سرانجام نہیں دیا جسے پاکستانی قوم یاد کر کے فخر محسوس کرتی۔

محترمہ! پاکستان کے عوام نے آپ کو دو مرتبہ وزیر اعظم بنایا، آپ صرف اتنا بتادیں کہ آپ نے پاکستان کو آج تک کیا دیا ہے؟ غریب بے چارہ 1988ء میں بھی غریب تھا اور آج بھی غریب ہے، آپ کے مزارعوں کی جو حالت 20 سال قبل تھی آج بھی ان کی حالت وہی ہے البتہ وزیر اعظم بننے کے بعد آپ اور آپ کے شوہر امیر سے امیر تر بن گئے۔

محترمہ! غریبوں کو بے وقوف بنانے اور ان کے جذبات سے کھیلنے کا فن آپ کو خوب آتا ہے اور آپ کی خوش قسمتی ہے کہ پاکستان کے معصوم اور مظلوم عوام ہر بار آپ حکمرانوں کے ہاتھوں بڑی آسانی سے بے وقوف بن جاتے ہیں۔ خیر یہ

ایک الگ داستان ہے جس پر اس وقت مزید کچھ نہیں کہنا چاہتا۔

محترمہ! بے شک آپ ایک بڑی پارٹی کی لیڈر رہیں، آپ اعلیٰ تعلیم یافتہ ہیں، آپ نے دنیا دیکھی ہے مگر افسوس اس بات کا ہے کہ یہ سب کچھ ہونے کے باوجود بعض دفعہ آپ ایسی بات کہہ جاتی ہیں جنہیں سن کر یوں لگتا ہے کہ آپ ابھی تک باشعور نہیں ہوئیں۔ اس وقت آپ کی عمر ماشاء اللہ 56 سال ہو چکی ہے، اس عمر میں تو ایک عام آدمی بھی سوچ سمجھ کر بات کرتا ہے، نہ جانے آپ ابھی تک بنا سوچے سمجھے حقائق کے منافی بیانات کیوں دے دیتی ہیں۔ چند دن قبل آپ نے ایک مرتبہ پھر مدارس کو ہدف تنقید بنایا، آپ نے کہا کہ "ہم سیاسی مدارس کو نہیں چلنے دیں گے" آپ اپنے بیان پر غور فرمائیں تو شاید آپ کو خود بھی سمجھ میں نہیں آئے گی کہ آپ نے کہا کیا ہے۔ آپ تاریخ کی طالب علم رہی ہیں، اس لیے آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ اسلامی ریاست کے تمام امور چلانے کے لیے محور و مرکز مسجد اور مدرسہ ہوتا ہے۔ حضور اکرم ﷺ جو نظام لے کر آئے اور جیسے خود عملی طور پر کر کے دکھایا وہ یہ تھا کہ مسجد اور مدرسہ والے ہی ریاست کے معاملات بھی چلائیں۔ آپ ﷺ مسجد نبوی کے امام اور خطیب تھے، میدان جنگ میں سپہ سالار تھے اور سربراہ ریاست بھی تھے۔ نبی پاک ﷺ جو نظام لے کر آئے وہ ایک مکمل نظام ہے جو صرف مسجد اور مدرسہ تک محدود نہیں ہے۔ آج ملاّ کو مسجد اور مدرسہ تک محدود رکھنے والوں کو معلوم ہونا چاہیے کہ دین اور سیاست قطعاً دو الگ الگ چیزیں نہیں۔ نبی پاک ﷺ کے وصال کے بعد حضرت ابوبکر صدیق ؓ کی زندگی بھی ہمارے سامنے ہے، آپ ؓ نے نبی پاک ﷺ کی مکمل اتباع کی، آپ ؓ کی زندگی بھی ہمارے لیے عملی نمونہ ہے۔ آپ مسجد نبوی کے امام اور خطیب تھے اور ریاست کے سربراہ بھی۔ آپ ؓ کے بعد خلیفہ دوم حضرت عمر فاروق ؓ، پھر حضرت عثمان ؓ، اور ان کے بعد حضرت علی المرتضیٰ ؓ نے منصب خلافت کا سنبھال کر اس بات کا عملی ثبوت فراہم کیا کہ ریاست کے امور چلانے کی اصل ذمہ داری مسجد اور مدرسے والوں کی ہے اور دراصل یہی لوگ اس کام کے اہل ہیں۔

یہ عام فہم بات ہے کہ کسی بھی ادارے کو چلانے کے لیے ایسے افراد کا انتخاب کیا جاتا ہے جو متعلقہ کام کو سمجھتے ہوں اور یہ بات بھی واضح ہے کہ ادارے کے سربراہ اس شخص کو بنایا جاتا ہے جو اس شعبے کا ماہر ہو۔ اس اصول اور ضابطے کے مطابق اسلامی ریاست کا سربراہ اس شخص کو ہونا چاہیے جو اسلامی تعلیمات کو اچھی طرح سمجھتا ہو اور ان پر عمل کرتا ہو۔ اگر کسی ایسے شخص کو اسلامی ریاست کا سربراہ بنایا جائے گا جو اسلام کو سمجھتا ہے اور نہ ہی اسلامی تعلیمات پر عمل کرتا ہے تو پھر اسلامی ریاست کا وہی حال ہوگا جو اسلامی ریاست جمہوریہ پاکستان کا ہو چکا ہے۔ اسلامی جمہوریہ پاکستان میں بدقسمتی سے اقتدار پر ان لوگوں نے قبضہ جما لیا جن کے پاس دین کا علم تھا اور نہ ہی ان کا تعلق مسجد اور مدرسہ سے تھا تو نتیجہ کیا نکلا؟ ان حکمرانوں نے 16 کروڑ عوام کو گروی رکھ دیا، انہوں نے پاکستان کو ایک ایسا ملک بنا دیا جس سے دنیا نفرت کرنے لگی، جسے دنیا کے لوگ کرپشن کے حوالے سے جاننے لگے، جس کے شہریوں کو تو کیا وزیروں، سفیروں کو بھی ایئرپورٹوں پر ذلیل اور رسوا کیا گیا، یہاں تک بیرونی دنیا میں "پاکستانی" ہونا ایک گالی بن گیا۔ بیت اللہ کے بجائے ماسکو اور واشنگٹن کو اپنا کعبہ وقبلہ بنانے والے حکمرانوں نے اسلامی جمہوریہ پاکستان کے معصوم ومظلوم عوام کو سوائے دکھوں، پریشانیوں اور ذلت ورسوائی کے اور کیا دیا ہے؟

یہ وہ بدقسمت ملک ہے کہ جسے حکمرانوں نے اپنے ذاتی فوائد، اقتدار کے لالچ اور انا کی تسکین کی خاطر ذبح کر ڈالا

۔لاکھوں قربانیوں کے بعد حاصل ہونے والے اس ملک کو انہوں نے یوں توڑ ڈالا جیسے ضدی بچے کھلونے توڑ دیتے ہیں۔اس ملک کے عوام بے چارے 60 برسوں سے روکھی سوکھی کھا کر گزارا کر رہے ہیں صرف اس لیے کہ ان کا ملک ایک طاقتور ملک بن جائے،اس کا دفاع مضبوط ہو جائے تا کہ وہ امن سے رہ سکیں،دنیا کی قوموں میں ان کا ایک مقام ہو اور وہ کہیں بھی جائیں تو پاکستانی ہونے اور پاکستانی کہلوانے پر فخر محسوس کریں۔مگر افسوس صد افسوس کہ سب کچھ اس کے الٹ ہو گیا۔ہم ایٹمی طاقت بن کر بھی غلام کے غلام ہی رہے،ہمیں دنیا میں عزت ملی نہ پاکستانی ہونا ہمارے لیے فخر کا سبب بنا۔ہمارے حالات سدھرے اور نہ ہی ہمیں امن ملا۔ 60 برسوں کے بعد بھی عوام کو کوئی چیز ملی ہے تو بدامنی،بیروزگاری اور مہنگائی ملی ہے اور ایسا کیوں ہوا؟ایسا اس وجہ سے ہوا کہ اقتدار پر ایسے لوگ قابض ہو گئے جنہیں یہ تو معلوم تھا کہ روس اور امریکہ کیا کہتا ہے مگر یہ معلوم نہیں تھا کہ خدا اور خدا کا رسول کیا کہتا ہے۔ظاہر ہے امریکہ اور روس کی ماننے والے،ان کے سامنے جھکنے والے،ان کی چاپلوسی کرنے والے،ان کے اشاروں پر چلنے والے جو نظام لے کر آئیں گے وہ مسلمانوں کی فلاح و بہبود کے لیے تھوڑا ہی ہوگا۔بات ہو رہی تھی سیاسی مدارس کی تو اس حوالے سے میں یہ گزارش کروں گا کہ پاکستان میں کوئی بھی ایسا مدرسہ نہیں جو سیاسی مدرسہ ہو۔بنیادی طور پر سیاسی اور غیر سیاسی مدارس کی یہ تقسیم ہی غلط ہے،اصل بات یہ ہے کہ جو ایجنڈا ہمارے حکمرانوں کو دیا گیا ہے اور جس پر بھرپور طریقے سے عمل کرنے کی یقین دہانی کروا کر محترمہ پاکستان تشریف لائی ہیں وہ یہی ہے کہ ہر اس شخص،ادارے اور جماعت کا گلا دبا دو جو آج کے دور میں بھی یہ کہنے کی جرأت کرے کہ امریکہ نہیں بلکہ خدا سپر طاقت ہے، جو یہ کہے کہ نبی آخر الزمان ﷺ جو نظام لے کر آئے ہیں وہ نظام سب سے بہتر ہے۔

محترمہ!میری آپ سے گزارش یہ ہے کہ آپ امریکہ کے بجائے اللہ کو پنا خالق،مالک اور رب مانیں۔آپ مسلمان ہیں آپ کو چاہیے کہ نبی اکرم ﷺ کے فرمودات پر عمل پیرا ہوں۔یہ دنیا کی زندگی ایک دن ختم ہو جائے گی اور آپ کو اپنے اللہ کے سامنے پیش ہو کر اپنی زندگی کا حساب دینا ہوگا لہٰذا آپ کو سوچ سمجھ کر زندگی گزارنی چاہیے۔یقین مانیے ہمارا آپ سے کوئی ذاتی عناد نہیں ہے۔امریکہ مسلمانوں کا اور دینی مدارس کا دشمن بنا ہوا ہے،وہ آپ کو گمراہ کرتا ہے اور آپ دنیاوی فوائد کی خاطر اس کی ہاں میں ہاں ملانے لگتی ہیں۔اگر آپ حقیقت جاننا چاہتی ہیں تو آپ خود آئیں اور دیکھیں کہ مدارس میں کیا ہو رہا ہے۔میں پوری ذمہ داری سے کہتا ہوں کہ آپ کا ذہن مدارس کے بارے میں بالکل صاف ہو جائے گا۔پاکستان کے کسی ایک مدرسے میں بھی دہشت گردی کی تعلیم نہیں دی جاتی،مغرب ایک سازش کے تحت مسلمانوں اور مدارس کو بدنام کر رہا ہے۔سچی بات یہ ہے کہ دنیا میں ہونے والی دہشت گردی کا اصل مرکز امریکہ ہے۔وہ مسلمانوں کے ملک میں آکر مسلمانوں کو مار رہا ہے اور پھر دہشت گردی کا الزام بھی مسلمانوں پر لگاتا ہے،''یعنی الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے''۔بہرکیف میں کھلے دل سے آپ کو دعوت دیتا ہوں کہ آپ محترم مخدوم امین فہیم،جناب یوسف رضا گیلانی،راجہ پرویز اشرف،ڈاکٹر بابر اعوان،شاہ محمود قریشی اور اپنی پارٹی کے دیگر لوگوں کے ہمراہ مدارس کا دورہ کریں اور اپنی آنکھوں سے دیکھیں کہ مدارس میں کیا ہو رہا ہے۔سنی سنائی باتوں پر یقین کر کے بیانات داغ دینا آپ جیسی پڑھی لکھی خاتون،ایک پارٹی کی چیئرپرسن اور ایک قومی لیڈر کو کسی صورت زیب نہیں دیتا۔اگر میری کوئی بات ناگوار لگے تو میں اس پر معذرت خواہ ہوں۔بہرکیف جو کچھ لکھا ہے آپ کے بھلے کے لیے لکھا ہے۔☆☆☆